© rasailojaraid.com



# الحاج میاں فضل حقؒ

جہد مسلسل اور عمل پیہم کا دوسرا نام

محمد منیر قمر سیالکوٹی
ترجمان سپریم کورٹ الخبر
سعودی عرب

بچھڑا کچھ اسطرح کہ رت ہی بدل گئی
اک شخص سارے شہر کو ویران کر گیا

☆ موت ایک ایسی حقیت ہے جس سے کسی کو انکار نہیں اور یہ وہ جام ہے جو ہر کسی کو پینا ہے۔

الموت کاس کل شاربوھا۔

اور قرآن کریم نے بھی اس حقیت کو واضح الفاظ میں بیان فرمایا ہے۔

کل نفس ذائقہ الموت۔

اس دنیا میں اللہ کے بڑے برگزیدہ و محبوب بندے بھی دوام حاصل نہ کرسکے اولیاء ہوں کہ انبیاء اور جن لوگوں نے خدائی کے دعوے کئے اور "انا ربکم الاعلیٰ" کے نعرے لگائے' موت کے چنگل سے وہ بھی نہ بچ پائے' گویا مرنا تو ہر ذی روح کا مقدر ہی ہے البتہ بعض مرنے والے اپنے پیچھے بڑا خلا چھوڑ جاتے ہیں۔ جس کا پر ہونا ناممکن نہ سہی مشکل ضرور ہوتا ہے۔

## دور قحط الرجال

خصوصا موجودہ قحط الرجال کے دور میں جماعت اہلحدیث کئی ایسے صدموں سے دوچار ہوئی ہے کہ جنہوں نے علمی و تنظیمی اور روحانی سطح پر جماعت کی کمر توڑ کر رکھ دی ہے۔

دور نہ جائیے صرف واقعہ قلعہ لچھمن لاہور کے شہداء علامہ احسان الٰہی ظہیر' مولانا حبیب الرحمٰن یزدانی' مولانا عبدالخالق قدوسی اور مولانا محمد خاں نجیب کی شہادت اور پھر مولانا محمد اسحاق چیمہ' مولانا محمود احمد میرپوری' علامہ عبیداللہ رحمانی مبارکپوری' مولانا عبداللہ سلیم' مولانا حافظ محمد بڈھیمالوی اور علامہ سید

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



محب اللہ شاہ راشدی اور دوسرے علماء کی وفیات آپ کے سامنے ہیں جو اس قحط کی شدت میں مزید اضافے کا باعث ہوئیں۔

## عام الحزن

۱۹۹۵ء کا نصف ثانی اور ۱۹۹۶ء کا نصف اول یا بالفاظ دیگر ہجری تقویم کا ۱۴۱۶ھ پورا سال ہی جماعت اہلحدیث کیلئے انتہائی دکھ اور کرب کا سال تھا۔ جسے اگر عام الحزن کہا جائے تو شائد غلط نہ ہو۔ کیونکہ اس سال میں مولانا عبدالرحمن عتیق وزیر آبادی (۲جون ۱۹۹۵ء) المعروف محدث شیخ الحدیث مولانا سلطان محمود جلال پور پیر والا (۵ نومبر۱۹۹۵ء)' حافظ عبدالرحمن مدنی مدیر اعلیٰ' محدث و ناظم تعلیمات المرکزیہ کے سسر اور معروف عالم مولانا عبدالرحمان کیلانی (۱۸ دسمبر ۱۹۹۵ء) شیخ الحدیث جامعہ تعلیم القران والحدیث للبنات گوجرانوالہ جناب مولانا محمد داود رحمانی (۳۰ دسمبر ۱۹۹۵ء) شیخ العرب و العجم علامہ سید بدیع الدین شاہ صاحب راشدی پیر آف جھنڈا (۸ جنوری ۱۹۹۶ء) جامعہ احسان شہید گوجرانوالہ کے مدیر قاری سیف اللہ عادل (۲۹ فروری ۱۹۹۶ء) حافظ محمد یحییٰ صاحب شرق پوری کے برادر مولانا محمد حسین کلیم (یکم مارچ ۱۹۹۶ء) اور ہمارے آج کی اس نشست کے ممدوح الحاج میاں فضل حق (۱۳ جنوری ۱۹۹۶ء' ۲۲ شعبان ۱۴۱۶ھ) علامہ شہید کے والد الحاج شیخ ظہور الٰہی صاحب (۱۹۹۵ء) مولانا عبدالصمد شرف الدین صاحب (۱۹۹۶ء) جناب مولانا بشیر احمد نعمانی صاحب (۱۹۹۵ء) رحمهم اللہ رحمة واسعة واسكنهم الجنة اسی سال ۱۴۱۶ھ میں راہی ملک بقا ہوگئے اور ایسے ہی کئی دیگر اہل علم و فضل اور ارباب عمل و تقویٰ کا ایک ہی سال میں دارالبقاء کی طرف انتقال کرجانا ہماری جماعت کیلئے کسی عظیم المیہ وسانحہ سے کم نہیں ہے۔

## زمین کھا گئی آسماں کیسے کیسے؟

مقدور ہو تو خاک سے پوچھوں کہ لئیم
تو نے گنج ہائے گرانمایہ وہ کیا کیئے؟

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



ان مذکورہ الصدر تمام حضرات کے پسماندگان کو اللہ تعالیٰ صبر و ہمت عطا فرمائے اور فوت شدگان کی بشری کوتاہیوں سے درگزر فرمائے اور انہیں اعلیٰ علیین میں مقام عطا کرے۔ (آمین)

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

## میاں صاحب کی شخصیت کے چند خدوخال

نہ طویل القامت نہ پست قد بلکہ معقول درمیانے جسم اور توند سے قطعی مبرا' متشرع چست اور سمارٹ' خوش لباس شلوار قمیص اور اچکن پر قراقلی ٹوپی عموماً استعمال کرتے' نفیس طبع تھے جو انکے ہشاش وبشاش اور شگفتہ و شاداب چہرے اور چاق و چوبند جسم کے ساتھ خوب جچتا تھا' خوش طبع و خوش مزاج بھی تھے۔ وقت ملاقات نظریں چار ہوتے ہی مسکراتے ہوئے گلے لگا لیتے تھے۔ خوش لباس' خوش طبع اور خوش مزاج ہونے کے ساتھ ہی خوش خوارک بھی تھے۔ بات کرنے کا انداز بارعب و باوقار' دل کے انتہائی نرم اور جماعت و احباب جماعت کی خدمت میں ہمیشہ سرگرم رہتے تھے۔

## میاں صاحب سے میری ملاقاتیں

محترم میاں صاحب سے ملاقاتوں کا سلسلہ اس وقت شروع ہوا جب راقم نے حصول علم کیلئے اپنی مادر علمی جامعہ سلفیہ (فیصل آباد) میں داخلہ لیا اور راقم چونکہ پہلی جماعت سے لیکر آخر شہادہ تک جامعہ سلفیہ میں ہی رہا اور ان سے بکثرت ملاقاتیں رہیں۔ کچھ بچپنے کی اور کچھ ہوش و ہواس کے زمانہ کی۔ اسی دوران مولانا محمود احمد میرپوری رحمتہ اللہ سے بھی تعارف ہوا۔ جو میاں صاحب کے ساتھ کبھی کبھی آیا کرتے تھے۔ بعد میں یہ تعارف ہمارے دوستانہ تعلقات میں بدل گیا۔

اسی طرح زمانہ طالب علمی میں ہی جب جامعہ سلفیہ کی مسند شیخ الحدیث پر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



استاذی مولانا محمد صدیق صاحب (فاتح شیعہ) رونق افروز ہوئے جب مرکزی جمعیت اہلحدیث کی مرکزی باڈی کا ایک اجلاس جناب میاں صاحب کے گھر پر ہوا۔ اس وقت شیخ الحدیث" مرکزی نائب امیر بھی تھے' مجھے بھی اپنے ساتھ لائے۔ میاں صاحب کے گھر پر ان سے یہ پہلی ملاقات تھی جس سے ان کی فیاضی و میزبانی کا بھی پتہ چلا اور پھر جامعہ سلفیہ سے فارغ ہو کر متحدہ عرب امارات آنے لگا تو بھی میاں صاحب کی کوٹھی پر ان سے کافی تفصیلی ملاقات کرکے آیا اور میاں صاحب نے از راہ شفقت ایک تحریر عطا کی جس میں مجھے جامعہ سلفیہ کے فاضل ہونے کی گویا سند دی تھی کیونکہ اس وقت تک اصل سند کسی وجہ سے میں نہیں لے سکا تھا جو بعد میں مجھے مولانا ریاض احمد خاں آف ڈھیسیاں (فیصل آباد) حال خورفکان متحدہ عرب امارات) نے مجھے بذریعہ ڈاک ارسال کی تھی۔ ایسی تحریری سند فاضل جامعہ سلفیہ شائد کسی اور کے حصہ میں نہ آئی۔ یہ میرے پاس ان کی مشفقانہ یادگار ہے۔

پھر میاں صاحب سے ان کے متحدہ عرب امارات کے دو دوروں کے درمیان بھی ملاقاتیں ہوتی رہیں اور ان کی میزبانی کا شرف بھی حاصل ہوا۔ ان دوروں میں پہلی مرتبہ میاں صاحب کے ساتھ مبلغ اسلام مولانا محمد حسین شیخوپوری اور دوسری مرتبہ میاں صاحب کے ساتھ جناب پروفیسر ساجد میر صاحب اور مولانا محمد یاسین ظفر صاحب تھے جو ان کے بالترتیب ناظم اعلیٰ اور امیر المرکزیہ منتخب ہونے کے بعد کا دورہ تھا اور متحدہ عرب امارات سے جب کبھی پاکستان جانا ہوتا اور مرکزی دفتر میں ان سے ملاقات ہوتی تو کئی مرتبہ وہ نہایت عزت و افزاء دعوت دیتے کہ وقت نکالو اور میرے ساتھ جامعہ سلفیہ چلو اور طلبہ جامعہ کو خطاب کرو۔ مگر میں عموماً قلت وقت وغیرہ کے بہانے بات کو ٹال دیتا۔ یہ میرے لئے میاں صاحب" کی عزت افزائی تھی ورنہ ...... من آنم کہ من دانم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



## جامع الصفات اور مجموعہ کمالات

میاں صاحب سے اس طویل عرصہ کے راہ و رسم میل ملاقات اور ساتھ بیٹھنے اٹھنے کے دوران ایک احساس پیدا ہوا کہ بشری کوتاہیوں سے پاک تو کوئی نہیں البتہ اخلاق حسنہ و صفات فاضلہ کے اعتبار سے میاں صاحب جامع الصفات اور مجموعہ اخلاق و کمالات شخصیت کے مالک تھے۔

خدا رحمت کرے بڑی خوبیاں تھیں مرنے والے میں یہاں ہم ان کی ذات گرامی اور خدمات جلیلہ کو خراج عقیدت پیش کرنے کیلئے ان کی بعض صفات حمیدہ اور چند کمالات فریدہ کے تذکرہ پر اکتفا کریں گے۔

## طلبہ سے تعلق اور انکی حوصلہ افزائی

جامعہ سلفیہ میں تعلیم کے دوران کئی مواقع پر معلوم ہوا کہ میاں صاحب طلبہ جامعہ سے ان کی ضروریات کا خیال رکھتے ہیں اور انہیں مطلوبہ اشیاء مہیا کرنے کیلئے کوشاں رہتے ہیں اور اس کیلئے جامعہ کے اپنے مخصوص فنڈ سے ہی نہیں بلکہ اپنی جیب خاص سے بھی بے دریغ روپیہ خرچ کیا کرتے تھے۔ اللہ نے انہیں جہاں دولت عثمانؓ سے نواز رکھا تھا' وہاں دل غنیؓ سے بھی محروم نہیں کیا تھا جامعہ سلفیہ میں ان کے خون پسینہ کی خوشبو رہتی دنیا تک محسوس کی جاتی رہے گی۔ یہ جہاں دوسرے اکابرین و احباب جماعت کا صدقہ جاریہ ہے وہیں میاں صاحب کے لئے اجر و ثواب کی نہر جاری ہے۔ جس کے جب تک سوتے جاری رہیں گے میاں صاحب کو بھی ثواب پہنچتا رہے گا۔ صدقہ جاریہ' علم نافع اور ولد صالح تینوں چیزیں جہاں جمع ہوگئی ہیں اور ولد صالح سے میری مراد ان کے صاحبزادے میاں نعیم الرحمن طاہر ہیں جو میاں صاحب کے بعد جامعہ سلفیہ کمیٹی کے صدر بھی ہو گئے ہیں اور مرکزی جمعیت اہلحدیث کے نائب ناظم مالیات بھی تھے۔ اللہ کرے کہ وہ اپنے والد بزرگوار کے صحیح معنوں میں خلف صدق

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



ثابت ہوں اور جانشینی کا حق ادا کریں۔ طلبہ کی حوصلہ افزائی کے سلسلہ میں دیگر واقعات سے قطع نظر صرف ایک بات ذکر کر دینا ہی کافی ہے طلبہ جامعہ نے ایک قلمی ماہنامہ "الہلال" نکالنا شروع کیا جس کا مدیر اعلی یہ راقم الحروف تھا اور جب اس کا سال نامہ نکالنے کا پروگرام بنا تو طے پایا کہ اسے باقاعدہ چھپوایا جائے گا۔ چنانچہ اس سلسلہ میں ہمارے بعض احباب نے میاں صاحب اور فیصل آباد کے کاروباری حضرات سے رابطہ کیا تو ان سب نے مالی تعاون بھی کیا اور اخلاقی حوصلہ افزائی بھی کی اور میاں صاحب نے اس سالنامے کیلئے اپنا پیغام بھی دیا جو اس سالنامے یا ۳۸۰ صفحات کی "آئینہ نبوت" نامی کتاب کے ص ٦ پر "ناظم اعلی کا پیغام" کے زیر عنوان شائع ہوا جس میں انہوں نے اپنی مسرت کا اظہار کیا' طلبہ کی حوصلہ افزائی کی اور تحصیل علم کیلئے محنت و کاوش کی پروانہ نصیحت فرمائی۔

پھر اس سالنامے یا آئینہ نبوت نامی کتاب کی تقریب نقاب کشائی کے زیر عنوان جامعہ سلفیہ کے وسیع گراؤنڈ میں جلسہ کرایا گیا اس میں میاں صاحب نے ہماری حوصلہ افزائی کرتے ہوئے نہ صرف شرکت فرمائی اور صدارت کی بلکہ اپنے "دست مبارک" سے کتاب کی نقاب کشائی بھی کی۔ اس جلسہ میں مولانا علی محمد صاحب صمصام نے "آئینہ نبوت" کے بارے میں ایک خوبصورت نظم پیش کی جس میں راقم (مرتب کتاب) کی انہوں نے خوب ہمت افزائی فرمائی جناب پروفیسر عبدالجبار صاحب شاکر نے انتہائی فاضلانہ تقریر کی اور کتاب کے بارے میں اپنے اعلی ناقدانہ و تجزیاتی تاثرات بیان کئے۔ کاش کسی کے پاس پروفیسر صاحب کی وہ تقریر اور مولانا صمصام کی نظم کا ریکارڈ موجود ہو اور اس کی کاپی عنایت کر سکے تو شکر گزار ہوں گا اور ان کے حوالے سے آئندہ ایڈیشن میں چھپوا کر دوں گا' ان شاء اللہ۔ اس جلسہ کی آخری نشست میں مولانا شیخوپوری کا خطاب عام تھا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



اس کتاب کی اشاعت و طباعت اور تقریب نقاب کشائی میں میاں صاحب کے مشورے و نصائح اور ہمت افزائی ساتھ ساتھ رہی۔

## علماء کی عزت و احترام اور تعاون

میاں صاحب کو اللہ نے ایک خوبی یہ بھی عطا کی تھی کہ وہ علماء کی بڑی عزت و احترام کیا کرتے تھے۔ انہیں بڑے احترام سے پکارتے۔ بڑی عزت کے ساتھ نام لیتے اور اپنا ہر ممکن تعاون پیش کرتے تھے۔ اس سلسلہ میں علامہ شہید ؒ سے (اختلاف ہوجانے سے پہلے کا دور) مولانا محمود احمد میرپوری، مولانا محمد یوسف انور اور مولانا حافظ محمد ابراہیم صاحب کمیرپوری ؒ اور بیشمار دوسرے علماء کی میاں صاحب کے ساتھ جامعہ سلفیہ میں آمد اور نشست و برخاست بہترین شاہد ہے۔

## مہمان نوازی

موصوف بڑے فیاض اور مہمان نواز تھے ان کا دستر خوان خاصا وسیع تھا۔ ملک کی سیاسی و دینی شخصیات کیلئے ملتان روڈ لاہور کوئی غیر معروف جگہ نہ تھی اور سیاسی و جماعتی میٹنگوں کیلئے انکی کوٹھی کا سبزہ زار ایک بہترین پلیٹ فارم تھا نیز ملک بھر سے آنے والے احباب جماعت کے مسائل میں دلچسپی لیتے حتی المقدور حل کرتے اور خوش دلی سے میزبانی بھی فرماتے تھے۔ متحدہ عرب امارات کے دوسرے دورے پر تشریف لائے تو پروفیسر ساجد میر صاحب امیر المرکزیہ اور مولانا یاسین ظفر صاحب، مدیر جامعہ سلفیہ ساتھ تھے۔ شارجہ میں جماعت کے مدرسہ میں احباب جماعت کا ایک مخصوص اجتماع رکھا گیا جس میں امیر جماعت اور میر کاروں کے علاوہ میاں صاحب کا خطاب تھا۔

## چوتھائی صدی تک تاحیات ناظم اعلیٰ

آنجناب مرکزی جمعیت اہلحدیث کے چوتھے ناظم اعلی ہوئے اور چوتھائی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



صدی تک اس منصب پر فائز رہے پچیس سال کے اس طویل عرصہ میں انہوں نے جو جماعتی و ملکی خدمات سرانجام دیں ان کا احاطہ کرنا کم از کم مجھ غریب الدیار کیلئے تو قطعاً ممکن نہیں ہے یہ اہل وطن کی ذمہ داری ہے میں اتنا جانتا ہوں کہ اس طویل مدت کے دوران ان کی موافقت اور مخالفت پر دو جانب سے ہی آوازیں اٹھیں جو کہ ایک طبعی سا امر ہے چند دن کی بات ہو تو آدمی شائد سب کو راضی رکھ لے یہاں تو ربع صدی کا قصہ ہے۔

تاہم ان کی نیک دلی' خدا ترسی' دینی کاموں میں جدوجہد مسلسل اور حرکت پیہم کا نتیجہ تھا کہ وہ تاحیات ناظم اعلیٰ منتخب ہوتے آئے۔ وہ خود اگرچہ معروف معنوں میں عالم دین نہیں تھے لیکن دین کے ساتھ لگن' علم اور علماء سے پیار و محبت اور احترام جیسے معمولات نے انہیں نہ صرف علماء کی صف میں لا کر کھڑا کر دیا تھا بلکہ علماء کرام ان کے جان و مال اور وقت کے ایثار کو دیکھتے ہوئے انہیں نظامت علماء کیلئے چنتے آئے ہیں۔

موصوف بڑے جچے تلے الفاظ میں خطبہ بھی دے لیتے تھے۔ بڑے بڑے جلسوں اور کانفرنسوں میں ان کے صدارتی خطابات ہوتے ہی رہتے تھے۔ یہ ان کے علم و علماء سے تعلق محبت اور دلچسپی و اہتمام کا نتیجہ تھا۔ اس کے باوجود ان سے کبھی یہ دعوی بھی نہیں سنا گیا کہ وہ اپنے آپ کو عالم کہتے ہوں۔

## دامے درمے قدمے سخنے جماعتی و ملکی خدمات

یہ کلمات (دامے درمے قدمے سخنے) عموماً اپیلوں میں پڑھنے سننے میں آتے ہیں جبکہ میاں صاحب جماعت اہلحدیث کے ساتھ ساتھ مدارس اہلحدیث اور خصوصاً جامعہ سلفیہ کے لیے ان کلمات کی صحیح تفسیر و تعبیر تھے' جب کسی جماعتی و مسلکی کام کا فیصلہ کر لیتے تو تن من دھن سب بے دریغ لگا دیتے تھے۔ پنجاب کے بڑے بڑے شہروں کے بلکہ ملک بھر کے بڑے بڑے تاجروں' مالداروں اور کاروباری احباب سے ان کے ذاتی مراسم تھے' ان سے تعاون طلب کرنے میں عار محسوس نہیں کرتے تھے' خود تعاون

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



کرتے اور دوسروں سے کرواتے تھے اور حد تو یہ ہے کہ لاہور شہر کے رہنے والے دھان، پان جسم والے اس "خدائی خدمت گار" کو اگر دین و جماعت اور مسلک کیلئے سنگلاخ وادیوں میں پیدل چل کر بھی جانا پڑا تو گریز نہیں کیا۔ آزاد کشمیر کے شہر باغ میں جماعتی مرکز کا قیام ہو یا بالاکوٹ و ایبٹ آباد کے مدارس و مساجد ہوں تو حیدر آباد ہو یا گلیات کا کوئی بھی مقام ہو میاں صاحب کی یادیں جابجا بکھری پڑی ہیں، مولانا عبدالعزیز حنیف آف اسلام آباد کے بھتیجا جناب عطاء الرحمن چوہان کے بقول میاں صاحب نے ایک دورے کے دوران دو گھنٹے تک پہاڑی علاقے کا پیدل سفر کیا اور وہ بھی چڑھائی کی جانب اور جذبہ خدمت دین سے دوچار ہو کر۔ کوئی مالی منفعت بھی پیش نگاہ نہ تھی اسی طرح جماعتی مرکز کو ایک نظر دیکھنے کیلئے جوبن پر بہتے سیلابی نالے کو ایک کارکن جماعت کے کندھوں پر سوار ہو کر پار کیا لیکن منزل تک پہنچنے سے باز نہیں رہے (بحوالہ اہلحدیث جلد ۲۷ شمارہ نمبر ۸) تو گویا جب وہ کسی کام کی ٹھان لیتے تھے تو پھر ندی نالے اور پہاڑ و دریا سبھی ان کے قدموں کی ٹھوکر ہوتے تھے وہ ساری زندگی جماعت کی ترقی اور مسلک کی سربلندی کیلئے درمے دمے سخنے کوشاں رہے۔

جو بادہ کش تھے پرانے وہ اٹھتے جاتے ہیں

وہ ارادوں کے دھنی اور ہاتھ کے غنی تھے۔ لاہور میں مرکزی دفتر کی جگہ ۱۰۶ راوی روڈ کا حصول انہی کی سرتوڑ کوششوں کا نتیجہ ہے اگرچہ دیگر احباب جماعت کا ساتھ بھی انہیں حاصل تھا۔

اسکے علاوہ کئی مساجد و مدارس اور نادار افراد جماعت کی کفالت کئے ہوئے تھے غرض موصوف اپنی ذاتی دولت و جاہت کو جماعتی ترقی اور مسلکی نشوونما کیلئے استعمال کیا کرتے تھے۔ کثر اللہ امثالہ

## سماجی خدمات

ان جماعتی و مسلکی خدمات کے ساتھ ساتھ ملکی و ملی میدان میں بھی دینی و سماجی خدمات بھی سرانجام دیتے رہتے تھے۔ ملک میں کوئی ہنگامی صورتحال پیش

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



آجائے' طوفان بادوباراں ہو یا سیلاب ناگہانی ہو' ایسے مواقع پر جماعتی فنڈ کے علاوہ اپنی ذاتی گرہ سے بھی لاکھوں روپے خرچ کرتے تھے' یہی وجہ ہے کہ مسلک و مشرب کے اختلاف کے باوجود تمام دینی جماعتوں اور تحریکوں کے لوگوں میں وہ یکساں مقبول و محبوب تھے۔ حتی کہ بعض قریبی حلقوں کی اطلاع کے مطابق ان کے جنازے میں شرکت کرنے والوں سے لاہور کے بازاروں اور سڑکوں پر اتنا اژدھام ہوگیا تھا کہ ان کی جنازہ گاہ کی طرف جانے والے تمام راستوں پر ٹریفک تقریبا جام ہوگئی تھی یا کم از کم رش کی وجہ سے ٹریفک کی چال دھیمی پڑ گئی تھی جس سے لوگوں میں ان کی مقبولیت کا اندازہ کرنا مشکل نہیں رہا۔

## سیاسی مقام

موصوف کی کوٹھی جہاں جماعتی اجتماعات اور دینی و مسلکی میٹنگوں کیلئے پلیٹ فارم تھی اسی طرح سیاسی تحریکوں کیلئے بھی آماجگاہ تھی پچھلے دنوں ملی یکجہتی کونسل کا ایک اہم اجتماع بھی انہی کی کوٹھی پر ہوا اور خود میاں صاحب اس کونسل کے بانی رہنماؤں میں سے تھے اس سے قبل تحریک پاکستان ہو یا تحریک نظام مصطفیؐ تحریک ختم نبوت ہو یا دوسری کوئی دینی و سیاسی تحریک میاں صاحب سب میں پیش پیش رہے اور تاریخ پاکستان کے سب سے بڑے سیاسی اتحاد اسلامی جمہوری اتحاد میں نہ صرف موثر کردار ادا کیا بلکہ اس کے مرکزی چیئرمین فنانس بھی رہے۔

ان کا جماعتی اثر و رسوخ تو پورے ملک کی سطح پر تھا البتہ صوبہ پنجاب کی حد تک آپ نے اپنا سیاسی وزن بھی کافی بنالیا تھا یہی وجہ ہے کہ جب جنرل ضیاء الحق نے مجلس شوری بنائی تو میاں صاحب کو اس کا بھی ممبر بنا لیا تھا جو ان کی سیاسی سوجھ بوجھ اور خدمات کا ایک اعتراف بھی تھا' دراصل سیاسی میدان میں ان کو علامہ شہید نے اتارا اور متعارف کروایا تھا۔ لیکن اس سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ان کا یہ کارنامہ میاں صاحب کے زمانہ نظامت میں ہی رونما ہوا تھا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



## میاں صاحب کی زندگی کا ایک غیر معروف پہلو' حفظ القرآن

میاں صاحب کی زندگی ایک کھلی کتاب کی طرح تھی جس میں کوئی غموض یا خفیہ پہلو نہ تھا سوائے اس کے کہ ۱۹۹۶ء میں تھوڑے عرصہ کیلئے مرکزی جمعیت کا اکاؤنٹنٹ رہنے والے ایک صاحب محمد بلال قریشی نے ایک انکشاف کیا ہے جو یقیناً ایک غیر معروف اور خفیہ پہلو کا انکشاف ہی ہے اور وہ یوں کہ عمر کے اس آخری پہر میں انہوں نے قرآن کریم کو حفظ کرنا شروع کر دیا تھا اور ۹۶ء تک جبکہ ان کی عمر ۷۰ سال کو پہنچ گئی تھی وہ سات سپارے اس وقت تک حفظ کر چکے تھے۔ (بحوالہ اہلحدیث جلد ۲۷ شمارہ نمبر ۷ بمطابق ۲۶ رمضان المبارک ۱۴۱۶ھ)

اگر وہ اس عمل میں تسلسل قائم رکھ سکے ہوں تو شائد وہ پورا قرآن حفظ کر گئے ہونگے اور اگر پورا نہ بھی کیا ہو اور تادم واپسیں حفظ کر رہے ہوں تو بھی ان کا حشر حفاظ قران کے زمرہ میں ہی ہو گا۔ انشاء اللہ

یہ عمران کی یہ ہمت' ان کی قرآن کریم کے ساتھ محبت و تعلق اور حصول علم کیلئے فنائیت کی دلیل ہے۔

و مرداں چنیں کنند

اور اس پہلو کا غیر منکشف و غیر معروف رہنا ان کی للہیت اور خلوص و بے نفسی کا ثبوت بھی ہے اور کیوں نہ ہوتا انہیں عملی زندگی کے آغاز سے بطل حریت مولانا سید محمد داؤد غزنوی اور شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفیؒ کی رفاقت اور سرپرستی حاصل ہو گئی تھی اور ان کبار شخصیات کی زندگیوں کے آخر تک انہیں یہ حاصل رہی تھی جس کے فیضان سے میاں صاحب پر للہیت کا یہ گہرا رنگ غالب آگیا تھا۔

### وفات اور جنازہ

پون صدی کی بھرپور اور سرگرم زندگی گزارنے کے بعد ۲۲ شعبان ۱۴۱۶ھ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



بمطابق ۱۳ جنوری ۱۹۹۶ء کو میاں صاحب اس دار فنا سے دار بقا کی طرف منتقل ہو گئے۔ رحمة الله رحمة واسعة و غفر له

میاں صاحب کی موت دراصل ایک شخص کی نہیں بلکہ ایک نظم اور ایک عہد کی موت ہے لیکن ؎

ہر گز نمیرد آنکه دلش زنده شد بعش
ثبت است برجریده عالم دوام ما

بعض اخباری اطلاعات کے مطابق موصوف کی نماز جنازہ میں بلاتمیز مسلک و مشرب، قریب و دور سے کثیر خلق خدا نے شرکت کی، ملکی و غیر ملکی اور سیاسی و دینی شخصیات کبار علماء کرام، شیوخ الحدیث اور جامعات و مدارس عربیہ و اسلامیہ کے ارباب بست و کشاد نے انکی نماز جنازہ پڑھی۔

## تعزیت اور خراج تحسین

تعزیت نامے ارسال کرنے والوں میں دیگر لوگوں کے علاوہ بعض کبار عالمی شخصیات بھی ہیں جن میں سے ایک امور حرمین شریفین کے رئیس اور امام حرم سماحة الشیخ محمد بن عبدالله السبیل بھی ہیں انہوں نے میاں صاحب کی مغفرت انکے خاندان و پسماندگان اور مرکزی جمعیت اہلحدیث کے تمام کارکنان کیلئے موصوف کی خدمات جلیلہ کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے لکھا ہے۔

والذی کان له یرحمه الله دور کبیر فی العمل الاسلامی بباکستان و قد عرفته و رعا زاهدا یحب الخیر و یعمل لتحقیق مصلحه المسلمین و ینفق فی نشر الدعوه الاسلامیه

پاکستان میں نظام اسلام کیلئے آں رحمتہ اللہ کی جدوجہد کا دائرہ نہایت وسیع تھا میں نے ذاتی طور پر انہیں پارسا، زاہد، اور نیکی کے کاموں سے محبت کرنے والا پایا وہ مسلمانوں کی مصلحت کیلئے تگ و دو کرتے رہے اور دعوت اسلامی کو عام کرنے کیلئے اپنا مال لٹاتے رہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com



جناب نعیم الرحمٰن طاہر اور ان کے برادران اور امیر جمعیت جناب پروفیسر ساجد میر صاحب کے نام انکی اس تعزیت خراج عقیدت کی فوٹو کاپی ہفت روزہ اہلحدیث نے اپنی ۹ فروری ۱۹۹۶ء کی اشاعت میں دی ہے۔

اسی طرح رابطہ عالم اسلامی کے سیکرٹری جنرل ڈاکٹر عبداللہ صالح العبید نے بھی مدیر سلفیہ کے نام رئیس جامعہ سلفیہ کی وفات پر تعزیت نامہ ارسال کیا اور ان کے تعزیت نامہ ارسال کرنے کی خبر رابطہ کے کارکن ہفت روزہ العالم اسلامی نے بروز پیر ۲۳۔۲۹ رمضان ۱۴۱۶ھ بمطابق ۱۳۔۱۸ فروری ۱۹۹۶ء کی اشاعت میں نشر کی۔ جس کی فوٹو کاپی ۸ مارچ کی "اہلحدیث" نے بھی لگائی ہے۔
اسی طرح ملک اور بیرون ملک سے عام جماعتی اور کبار عالمی شخصیات نے مختلف ذرائع سے تعزیت کی یا تعزیت نامے ارسال کئے۔

میاں صاحب کے پسماندگان اور خصوصا پسران کیلئے یہ انکا نعم البدل ہو ہی نہیں سکتا' لہٰذا انہیں اللہ تعالیٰ صبر و ہمت کی دولت سے نوازے اور انکے صاحبزادگان خصوصا میاں نعیم الرحمن طاہر کو ان کا صحیح معنوں میں خلف صدق بنائے۔ مرکزی جمعیت اور جامعہ سلفیہ کی صحیح خدمت اور ان کی ترقی و عروج کیلئے محنت و کوشش کی توفیق سے نوازے۔

مرکزی جمعیت اہلحدیث کیلئے اللہ تعالیٰ جناب میاں جمیل احمد صاحب (سیکرٹری جنرل) کو میاں فضل الحق صاحب کا نعم البدل بنائے انہیں جماعت و مسلک کی ترقی و سربلندی کیلئے محنت کی توفیق ارزانی عطا فرمائے اور وہ ادارے' مدارس و جامعات' مساجد و مکاتب اور نادر و فقیر افراد جنہیں میاں صاحب کی سرپرستی اور کفالت میسر تھی' اللہ انکا حامی و ناصر ہو اور ان کیلئے کوئی دوسرا بہتر انتظام فرمائے۔ (آمین یا رب العالمین)

و صلی الله وسلم علی نبینا و رسولنا محمد و علی آله و صحبه اجمعین۔

© rasailojaraid.com